بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

’تحفظ حقوقِ نسواں بل‘ کے اسلام سے متصادم پہلو

حدود قوانین کے خلاف حکومتی مہم کے سلسلے میں ’محدث‘ کا ابتدا سے ہی نمایاں کردار رہا ہے۔ زیر نظر بل کے تین مرحلے ہیں: اگست ۲۰۰۶ء کے آغاز میں مختلف لوگوں نے اخبارات میں اس بل کا مجوزہ خاکہ پیش کیا تو اس وقت ان مجوزہ ترامیم پر ایک تفصیلی مضمون محدث کے شمارۂ اگست میں شائع ہوا۔ بعدازاں ۲۱؍اگست کو قومی اسمبلی میں یہ بل پیش کردیا گیا تو پیش کردہ بل کا شرع وقانون کی روشنی میں تفصیلی جائزہ محدث کے شمارۂ ستمبر میں لیا گیا۔ پھر سلیکٹ کمیٹی نے اس بل میں ۸ ترامیم اور سیاسی جماعتوں نے مزید ۴ ترامیم پیش کیں اور اسی شکل میں اسے منظور کرلیا گیا، چنانچہ زیر نظر مضمون اس منظور شدہ بل کے جائزہ پر مبنی ہے۔
اِنہی دنوں اس بل کے جائزے کے لئے مرکزی جمعیت ِاہل حدیث نے ایک علماء کمیٹی تشکیل دی جس میں مولانا ارشاد الحق اثری، حافظ صلاح الدین یوسف، حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا محمد اعظم، راقم الحروف اور رانا شفیق پسروری شامل تھے۔ دو طویل مجالس کے بعد مذکورہ علماء کرام نے راقم الحروف کو پیش کردہ بل کا جائزہ لکھنے کی ہدایت کی۔ بعدازاں اس تحریر پر ان علما نے نظر ثانی فرمائی اور مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے بعض مقامات پر مفید اضافے بھی کئے جو حواشی میں درج ہیں۔ (ح م)

اسلامی ریاست کے ایک بنیادی تقاضے کی تکمیل اور نظامِ مصطفی کی طرف اہم پیش رفت کرتے ہوئے ۱۰؍فروری ۱۹۷۹ء کو جنرل ضیاء الحق نے حدود آرڈیننس نافذ کیا، بعد میں ۱۹۸۵ء کی اسمبلی نے اس کی توثیق کرکے اُنہیں آرڈیننس سے ’حدود قوانین‘ کا درجہ دیا۔ اس کے بعد ملک میں کئی اسمبلیاں بنیں اور ختم ہوئیں لیکن اُنہوں نے حدود قوانین کی ترمیم وتنسیخ کی بجائے ان کو برقرار رکھ کر اپنی مہر تصدیق ثبت کی۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے متعدد بار اور سرحد اسمبلی نے ۲۰۰۳ء میں ان قوانین کے مطابقِ اسلام ہونے کی قرارداد منظور کی۔ دو مرتبہ پیپلز پارٹی نے اسمبلی میں ان قوانین کی تنسیخ کا بل پیش کیا، لیکن اُنہیں سندِقبولیت نہ مل سکی!
گذشتہ ڈیڑھ دو برس سے ان قوانین کے خلاف مغرب زدہ این جی اوز کی سرگرمیوں میں تیزی آئی۔ بعض ابلاغی اداروں کے اشتراک کے ساتھ روشن خیال حکومت نے اس بل کو

www.KitaboSunnat.com

منظور کرانا اپنا اوّلین ہدف قرار دیا تا کہ اپنے نظریاتی حامیوں کی کلی تائید اور بیرونی حمایت حاصل کی جاسکے۔ میڈیا کے یکطرفہ پروپیگنڈے اور ملک میں فردِ واحد کے اقتدار کے بل بوتے پر ایک ایسا قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے منظور ہوا، جو نہ صرف اسلام اور دستورِ پاکستان سے متصادم ہے بلکہ اس میں مسلم معاشرے کی تہذیبی روایات اور مسلمہ اقدار کو پامال کرنے کی کھلم کھلا جسارت بھی کی گئی ہے۔

پہلے تو 'حدود قوانین' کو مسلسل کئی ماہ میڈیا پر ٹرائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر جولائی/اگست میں اقتدار کے ایوانوں میں اس پر بحث مباحثہ شروع ہوا، اور ۲۱/اگست ۲۰۰۶ء کو اسے قومی اسمبلی میں پیش کردیا گیا۔ اس بل کا اصل نام تو 'فوجداری ترمیمی بل ۲۰۰۶ء' تھا، لیکن خواتین کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے سلیکٹ کمیٹی کی اوّلین ترمیم کی رو سے اس کا نام 'تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء' رکھنا قرار پایا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سارے کا سارا بل زنا کی شرعی سزا میں ترمیم وتخفیف کے گرد ہی گھومتا ہے۔ بل کی ۲۹ ترامیم ہیں جن کے ذریعے ۲۲/دفعات پر مشتمل 'حد زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء' کی ۱۲ دفعات کو منسوخ اور ۶ کو تبدیل کردیا گیا ہے۔ ایسے ہی اس بل کے ذریعے 'حد قذف آرڈیننس' کی ۲۰ دفعات میں سے بھی ۸ کو منسوخ اور ۶ میں حذف وترمیم تجویز کی گئی ہے جس کے بعد حد زنا آرڈیننس میں محض ۴ دفعات اور حد قذف آرڈیننس میں محض ۶ دفعات اپنی اصل صورت میں، صحیح سالم باقی رہ گئی ہیں۔

قومی اسمبلی میں پیش ہونے کے بعد بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کردیا گیا، ۱۵/رکنی سلیکٹ کمیٹی نے ۴/ستمبر کو اس میں ۸ ترامیم تجویز کیں۔ انہی دنوں حکومت کی دعوت پر ملک کے ممتاز علما نے ۱۱/ستمبر کو تین ابتدائی ترامیم پیش کیں۔ حکومت نے اُنہیں بل میں شامل کرنے کا نہ صرف وعدہ کیا بلکہ انہیں شامل کرنے کا خوب ڈھنڈورا بھی پیٹا، لیکن مقامِ افسوس ہے کہ اسمبلی سے منظور ہونے والے حالیہ بل میں، ان میں سے ایک ترمیم بھی شامل نہیں کی گئی۔ دوسری طرف ۱۳/نومبر کو مختلف سیاسی جماعتوں کی طرف سے اس بل میں مزید ۴ ترامیم تجویز ہوئیں اور آخر کار ۱۵/نومبر کو سلیکٹ کمیٹی کی ۸ ترامیم سمیت، ۱۳/نومبر کی مزید ۴ ترامیم شامل کرکے قومی اسمبلی نے حدود قوانین میں ترمیم کا بل پاس کرلیا۔

www.KitaboSunnat.com

ملک کے ممتاز اور جید علما (جو کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہیں) کا موقف پہلے بھی یہ تھا کہ حکومت کا تیار کردہ بل خلافِ اسلام ہے، اگر اس بل میں یہ تین ترامیم کردی جائیں تو بل کی خامی میں قدرے کمی واقع ہوسکتی ہے، لیکن وعدے کے باوجود ان ترامیم کو نظر انداز کیا گیا۔ اب ۱۵/ نومبر کو منظور ہونے والے بل کے بارے میں بھی ملک بھر کے تمام علماے کرام کا متفقہ موقف یہی ہے کہ یہ بل اسلام سے متصادم ہے۔ یاد رہے کہ اس بل کے خلافِ اسلام ہونے پر کسی ایک عالم دین یا کسی دینی حلقہ کا بھی آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حدود آرڈیننس پر شدید تنقید کرنے والے دانشور بھی اس بل کے غلط ہونے پر علماے کرام کے ہم نوا ہیں، اسکے باوجود حکومت لگاتار اپنے دعوے اور 'فتوے' پر ہی مصر ہے!!

تحفظ حقوق نسواں بل میں خلافِ اسلام ترامیم

بل کی ترمیم نمبر ۷ کے الفاظ یہ ہیں:

''۴۹۶ ب) زنا: ① ایسے مرد اور عورت جن کی آپس میں شادی نہ ہوئی ہو، اگر رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ زنا کے مرتکب ہوں گے۔

② زنا کے مرتکب مرد وعورت کو جو سزا دی جائے گی، وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید ہوسکتی ہے اور اُنہیں ۱۰ ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دی جائے گی۔☆

۴۹۶ ج) زنا کے جھوٹے الزام کی سزا: جو کوئی بھی کسی شخص کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے یا گواہی دے وہ زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید اور زیادہ سے زیادہ ۱۰ ہزار روپے کے جرمانے کا مستوجب ہوگا۔''

تبصرہ: ① اس ترمیم کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں دو دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

☆ مذکورہ بالا ترمیم ان چار ترامیم میں سے پہلی ہے جنہیں ۱۵ نومبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شامل کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ زیر نظر مضمون کے تمام اقتباسات 'تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء' کے مصدقہ اور تازہ ترین متن سے ماخوذ ہیں۔ توجہ طلب امر یہ ہے کہ بل کے اُردو متن میں زنا کی سزا غائب کردی گئی ہے جو مستند انگریزی متن میں موجود ہے، البتہ یہ سزا اُردو وانگریزی، ہر دو متنوں میں ترمیم نمبر ۹ کے جدول ہشتم میں بھی جرم 'زنا' کی سزا والے خانہ نمبر ۷ میں (یعنی زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ) ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا معمولی علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ ان دونوں جرائم کی سزائیں صریحاً خلافِ اسلام ہیں۔ زنا کی سزا قرآنِ کریم میں یہ بیان ہوئی ہے:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور:۲)

''زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ کوڑے کی سزا دو۔''

قرآنِ کریم کا واضح حکم یہ ہے کہ زانی کی سزا ۱۰۰ کوڑے ہے، جبکہ منظور کردہ بل میں اس کی سزا زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید یا جرمانہ رکھی گئی ہے۔ یعنی کم سے کم سزا محض چند روز قید اور چند روپے جرمانہ بھی ہوسکتی ہے۔ کیا زنا کی سزا میں یہ ترمیم خلافِ اسلام نہیں؟؟

ممکن ہے، کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس سزا میں پارلیمنٹ یا حاکم وقت کو ترمیم یا تخفیف کا اختیار ہے۔ لیکن ایسا دعویٰ محض قرآن وسنت سے لاعلم شخص ہی کرسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں واضح طور پر بتا دیا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾ (الاحزاب:۳۶)

''کسی مؤمن اور مؤمنہ کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو اپنے پاس سے نئے فیصلے کرنا شروع کردیں۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ واضح گمراہی کا شکار ہوگیا۔''

اللہ کی طے کردہ عقوبات (حدود اللہ) میں حاکم وقت یا پارلیمنٹ تو کجا، کسی شیخ الاسلام اور مجتہد العصر کو بھی ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔ اسلام میں نبی کریم ﷺ سے بڑی حیثیت کسی کی نہیں ہوسکتی، لیکن ان حدود اللہ میں کوئی ترمیم یا کمی بیشی کرنے کے آپ ﷺ بھی مجاز نہیں۔ دورِ نبویؐ کا ایک مشہور واقعہ مختصراً یوں ہے کہ ''قریشی قبیلہ کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کا ارتکاب کیا، تو نبی کریم ﷺ کے ایک محبوب صحابی حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کے ذریعے صحابہ کرامؓ اس عورت (فاطمہ) کا ہاتھ نہ کاٹنے کی سفارش لے کر آئے۔ آپ ﷺ ان کی اس جسارت پر سخت ناراض ہوئے اور یہ تاریخ ساز جملہ ارشاد فرمایا:

«أتشفع في حد من حدود الله . لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطع محمد يدها» (صحیح بخاری: رقم ۶۷۸۸) ''کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے

www.KitaboSunnat.com

ہو؟ اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت ِمحمدؐ بھی چوری کرتی تو محمد ﷺ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتے۔''

اس مشہور واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حدود اللہ میں تبدیلی کا اختیار روے کائنات میں کسی کے پاس بھی نہیں، اشرف المخلوقات اور سید المرسلین ﷺ کے پاس بھی اگر یہ اختیار ہوتا تو آپ اپنے پیارے صحابہؓ کی بات تسلیم کرلیتے اور اس قریشی عورت کی سزا میں تخفیف فرما دیتے۔

پارلیمنٹ کا زنا کی حد میں ترمیم کرنا اپنے اختیار سے صریحاً تجاوز، اسلام سے بے وفائی اور اپنے حلف سے غداری ہے۔ مزید برآں دستورِ پاکستان کی دفعات کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔ جس طرح کسی پارلیمنٹ کی ایسی قانون سازی...... کہ بہن بھائی آپس میں شادی کرسکتے ہیں...... کی اسلام کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں، اسی طرح زنا کی شرعی سزا میں ترمیم یا تخفیف کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے کھلم کھلا جنگ ہے!!

❷ جس طرح اسلام میں زنا کی سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کردی ہے اور اس میں تبدیلی کا کوئی بھی مجاز نہیں، اسی طرح اسلام نے زنا کے جھوٹے الزام (تہمت یا قذف) کی سزا بھی متعین کردی ہے۔ موجودہ بل میں زنا کی تہمت (قذف) کی شرعی حد میں بھی ترمیم کی جسارت کی گئی ہے۔ تہمت یا قذف کی سزا بڑی مشہور ہے، جس کی بنیاد قرآنِ کریم کی یہ آیت ِکریمہ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمٰنِينَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا﴾ (النور:۴)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں، اُنہیں ۸۰ کوڑے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔''

زنا کی تہمت کی سزا ایک طرف قرآنِ کریم بیان کرتا ہے اور دوسری طرف ہماری حکومت اسے بھی پانچ سال قید میں تبدیل کررہی ہے۔ اوپر درج کردہ قرآنی آیات اور فرامینِ رسولؐ کی رو سے کس نے حکومت یا اَراکینِ پارلیمنٹ کو حدود اللہ میں ترمیم وتخفیف کا یہ اختیار دیا ہے؟

❸ تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء کی ترمیم نمبر ۵ کے الفاظ یہ ہیں کہ

''کسی مرد کو زنا بالجبر کا مرتکب کہا جائے گا، جب وہ کسی عورت کے ساتھ مندرجہ ذیل پانچ حالات میں کسی صورت میں مباشرت کرے:

www.KitaboSunnat.com

① عورت کی مرضی کے خلاف ② اس کی رضامندی کے بغیر

③ جب مرضی ہلاکت یا ضرر کا خوف دلا کر لی گئی ہو ④ عورت کو اپنا شوہر ہونے کا مغالطہ ہو......

⑤ لڑکی کی رضامندی یا اس کے بغیر، جب کہ وہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہو۔''

اس ترمیم سے پہلی بات تو یہ معلوم ہورہی ہے کہ عورت کی مرضی کے خلاف یا اس کی رضامندی کے بغیر کیا جانے والا جنسی فعل 'زنا بالجبر' کہلائے گا۔ اس قانون کی رو سے کوئی شوہر اگر اپنی بیوی کی رضامندی کے بغیر اس سے جماع کرتا ہے تو وہ بھی زنا بالجبر کا مجرم قرار دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ حدزنا آرڈیننس کی دفعہ ٦ سے اس قانون کو یہاں منتقل کیا گیا ہے اور وہاں زنا بالجبر کی تعریف میں شوہر بیوی کا استثنا موجود ہے جسے یہاں عمداً حذف کردیا گیا ہے۔

یہ ترمیم اسی مطالبے کی بازگشت ہے جو مغربی حقوقِ نسواں اور این جی اوز کی پروردہ عورتیں کافی عرصہ سے کررہی ہیں اور چند ماہ قبل پیپلز پارٹی کی ایک رکنِ قومی اسمبلی کا یہ مطالبہ قومی اخبارات میں شائع بھی ہوچکا ہے۔ یہ تو روشن خیال اور مغرب نواز لوگوں کا مطالبہ ہے جس کے برعکس نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی پڑھ لیجئے کہ

«إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فباتَ غضبان عليها لعنتها الملائكة حتى تصبح» (صحیح بخاری: ۳۲۳۷)

''جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کردے اور شوہر اس سے ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو فرشتے ایسی بیوی پر صبح ہونے تک لعنتیں بھیجتے رہتے ہیں۔''

اس ترمیم کے خلافِ اسلام ہونے میں کسی شخص کو معمولی سا شک وشبہ بھی نہیں ہوسکتا۔

④ اوپر درج کردہ ترمیم کو صورت نمبر ۵ کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ ۱۶ برس سے کم عمر کی لڑکی کا ہر زنا، زنا بالجبر قرار پائے گا۔ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں عورت سزا سے مستثنیٰ ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۶ برس سے کم عمر کی ہر لڑکی زنا کی سزا سے مستثنیٰ قرار پائے گی۔ اس ترمیم کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ بل کے آخر میں درج کردہ 'بیانِ اغراض ووجوہ' کا پیرا نمبر ۱۴ ملاحظہ ہو:

''عصمت دری کا الزام لگانے کے لئے عورت کی مرضی [مرد کے] دفاع کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ انتظام کیا جارہا ہے کہ اگر عورت کی عمر ۱۶ سال سے کم ہو تو مذکورہ مرضی کو دفاع

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر استعمال نہ کیا جائے۔''

یہ ترمیم بھی خلافِ اسلام ہے کیونکہ اسلام نے زنا کی سزا کو عمر کی بجائے جسمانی بلوغت کی علامتوں کے ساتھ منسلک کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۲۴۷۰ میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی موجود ہے۔☆

ایسے ہی یہ ترمیم خلافِ قانون بھی ہے کیونکہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ ۸۳ کی رو سے ۷ تا ۱۲ برس کا بچہ/بچی فوجداری جرم کی مسئولیت سے مستثنٰی ہے، اس سے بڑی عمر کے بچے کو یہ رعایت حاصل نہیں۔ پھر زنا کے جرم کو ایسا کیا خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ عورت کو ۱۶ برس تک زنا کے جرم سے چھوٹ دے دی جائے؟ یوں بھی زنا کا تعلق بنیادی طور پر ذہنی بلوغت کی بجائے جسمانی بلوغت سے ہے جو مختلف وجوہ کی بنا پر مختلف عمروں میں حاصل ہوتی ہے۔ اس کی ایک عمر مقرر کردینے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ۱۶ برس سے کم عمر بالغ لڑکیوں کے جانے بوجھے زنا کے ارتکاب کے باوجود قانون ان پر گرفت نہیں کرسکے گا!!

اس ترمیم کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لڑکیوں کو ۱۶ سال تک زنا کے جرم سے چھوٹ ملنے کے بعد بچوں میں بدکاری پھیل جائے گی، اور ایسی بری عادات کا شکار بچے مستقبل میں بھی جنسی بے راہ روی کا شکار رہیں گے۔ اس امر سے بھی کسی کو مجالِ انکار نہیں کہ ۱۶ سال سے کم عمر لڑکیاں اپنی رضامندی سے جنسی فعل کی مرتکب ہوتی ہیں جیسا کہ لاس اینجلس ٹائمز کی ۴/ مارچ ۲۰۰۵ء کی رپورٹ میں اسی شہر کے چھٹی کلاس کے طلبہ وطالبات کا ایک سروے شائع کیا گیا تو ۷۰ فیصد بچے جنسی بے راہ روی کے مرتکب پائے گئے۔ ایسے ہی آئے روز سکولوں کی طالبات کے حاملہ ہونے کی خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں۔

۵ قومی اسمبلی میں منظور ہونے والے بل کی شق نمبر ۵ کے ذریعے زنا بالجبر کو تعزیراتِ پاکستان میں (دفعہ ۳۷۵ کے تحت) شامل کردیا گیا ہے۔ اسلام کی رو سے زنا رضامندی سے ہو یا

☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ﴾ (النور: ۵۹) ''اور جب تمہارے بچے جوانی کو پہنچ جائیں تو اُنہیں اجازت لینی چاہئے۔'' حُلُم خواب میں جماع کرنے کو کہتے ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ احتلام بلوغت کی علامت ہے۔ (فتح الباری: ۵/۲۷۷) اور عورت کو حیض آنا اس کی بلوغت کی علامت ہے اور یہ علامات ۱۲ سے لے کر ۱۵ برس کی عمر تک ظاہر ہوتی ہیں۔ (اضافہ از مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ)

www.KitaboSunnat.com

زبردستی سے، ہر دو کو زنا ہی کہا جاتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے زنا کو رضا اور جبر کی بجائے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ میں تقسیم کیا ہے۔ جس طرح زنا کے بعض کیسوں میں عورت کو قتل بھی کردیا جاتا ہے لیکن زنا بالقتل جرم وسزا کی کوئی اصطلاح نہیں، اسی طرح زنا بالجبر بھی اسلامی شریعت کی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ زنا جیسے بھی ہو، اس کے لئے کتاب وسنت میں حدود اللہ بیان کردی گئی ہیں، چنانچہ زنا بالجبر کی نئی اصطلاح وضع کرکے فعل زنا کی بعض واقعاتی صورتوں کو حدود اللہ سے نکالنا خلافِ اسلام ہے۔ فعل زنا کی تمام صورتوں کو حدود آرڈیننس میں ہی ہونا چاہئے۔ حدود آرڈیننس سے زنا کی سزا کو نکالنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جبری زنا کی صورت میں زنا کی شرعی حد کی بجائے صرف تعزیری سزا ہی دینا ممکن ہوگا۔ یہ امر خلافِ اسلام ہے کہ فعل زنا کی سزا حد کی بجائے محض تعزیری بنادی جائے!

٦ بل کی شق نمبر ۵ کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں شامل کی جانے والی دفعہ ۳۷۶ میں زنا بالجبر کی سزا کو سزائے موت قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت سے جبری زنا ہو تو اس صورت میں بھی زانی کی سزا موت نہیں بلکہ کنوارے کے لئے ۱۰۰ کوڑے+علاقہ بدری اور شادی شدہ کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔ موطأ امام مالکؒ ودیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور کا مشہور واقعہ موجود ہے کہ

''ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ کو شکایت کی کہ اس کے مہمان نے اس کی بہن سے جبراً زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ آپؓ نے اس سے تفتیش کی تو اس نے اعتراف کرلیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے ۱۰۰ کوڑے لگائے اور ایک برس کے لئے فدَك کے علاقے میں جلاوطن کردیا۔ اور عورت کو نہ تو کوڑے لگائے، نہ ہی جلاوطن کیا کیونکہ زانی نے اسے مجبور کیا تھا۔ (ایک سالہ جلاوطنی کے بعد) حضرت ابوبکرؓ نے زانی کو حکم دیا کہ اب اسی عورت سے نکاح کرو۔''

(مصنف عبدالرزاق: ۱۲۷۹۶ وموطا: کتاب الحدود، حدیث ۱۳)

ایسا ہی ایک واقعہ صحیح بخاری اور دوسری کتبِ حدیث میں حضرت عمرؓ فاروق کے دور کا بھی موجود ہے جب خلیفہ عمرؓ فاروق نے جبری زنا کرنے والے مرد کو کوڑوں کی سزا دی۔

اگر زنا بالجبر کی سزا موت ہوتی تو پھر ابوبکر صدیقؓ زانی کو مجبور عورت سے نکاح کرنے کا

حکم کیونکر دے پاتے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلافِ اسلام ہے۔

جن لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآنِ کریم میں جبری زنا کی سزا بیان نہیں ہوئی، وہ سورۃ النور میں زنا کی سزاؤں کے بعد اسی سورہ کی اگلی آیات کو نظر انداز کردیتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے جبری زنا کی شکار عورت کو زنا کی سزا سے مستثنیٰ کردیا ہے:

﴿وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور:۳۳)

''اور جو اِن خواتین پر زبردستی کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی زبردستی کے بعد (ان خواتین کو) بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔''

اسلام کی رو سے مجبور عورت کا محض یہ دعویٰ کرلینا کہ اس سے جبر ہوا ہے، اور اس دعویٰ کی قرائن سے تصدیق ہوجانا عورت کی بریت کے لئے کافی ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں مجبور عورت کو زنا کے الزام میں سزا دینا، اور پولیس کا اُنہیں جیلوں میں ڈال دینا نہ صرف فرامین نبویؐ کی صریح خلاف ورزی بلکہ عدالتِ عالیہ کے فیصلوں اور وفاقی شرعی عدالت کے احکامات کی توہین کے مترادف ہے۔

☜ زنا بالجبر کو ایک طرف تعزیرات میں ڈال کر اس کی شرعی سزا (حد) کا خاتمہ کیا گیا ہے تو دوسری طرف زنا کے شرعی نصابِ شہادت کو بدل کر زنا بالجبر کو عام قانونِ شہادت کے تابع کردیا گیا ہے جس کے بعد زنا بالجبر کے ملزم مرد کو سزا دینے کے لئے چار گواہوں کی ضرورت نہیں رہی اور عورت بھی اس کی گواہ بن سکتی ہے۔ یہ امر بھی خلافِ اسلام ہے کہ زنا کے شرعی طریقۂ ثبوت کو بدل دیا جائے اور قرآنی آیات اور فرامین نبوی کے باوجود زنا کے سلسلے میں عورت کو گواہی کیلئے گھسیٹا جائے، مزید تفصیل کے لئے محدث کا شمارۂ اگست ملاحظہ کریں۔ (صفحہ ۱۹)

ﮯ تحفظِ خواتین بل میں خلافِ اسلام امر یہ بھی ہے کہ اقدامِ زنا، مبادیاتِ زنا یا بوس وکنار وغیرہ کی تعزیرات / سزائیں منسوخ کردی گئی ہیں۔ جبکہ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں نہ صرف ان جرائم کی سزائیں بھی مقرر کی گئی تھیں بلکہ اس کی دفعہ ۲۰ کی شق اوّل میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اگر عدالت کو بعض دیگر ایسے چھوٹے موٹے جرائم کا علم ہوجائے جو اس کے دائرۂ اختیار میں ہوں تو وہ ان کی سزا بھی سنا سکتی ہے۔ لیکن موجودہ بل نے نہ صرف اس دفعہ ۲۰ بلکہ

www.KitaboSunnat.com

حدود آرڈیننس میں درج دیگر سزاؤں مثلاً سرعام فحاشی، برہنہ کرنا یا اقدامِ زنا وغیرہ کو بھی ختم کردیا ہے۔ نامعلوم اس سے عورتوں کو تحفظ دیا جارہا ہے یا ان کے خلاف جنسی جارحیت کی ترغیب دی جارہی ہے؟

طرفہ تماشا ہے کہ اس ملک میں اقدامِ قتل کی سزا تو موجود ہے تو لیکن اقدامِ زنا کی کوئی سزا موجود نہیں جبکہ اسلام نے اگر زنا کو حرام قرار دیا ہے تو اس کے مبادیات اور اس کی طرف لے جانے والے مراحل بھی ممنوع کردیے ہیں۔ سید المرسلین نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف اجنبی مرد عورت کی خلوت کو حرام قرار دیا (صحیح بخاری:۴۸۳۲) بلکہ یہاں تک فرمایا:

«العينان تزنيان واليدان تزنيان والرِّجلان تزنيان ويحقّق ذلك الفرج أو يكذبه» (صحیح ابن حبان:۴۴۹۶)

''آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں، ہاتھ اور پاؤں بھی۔ اور شرمگاہ اس (زنا) کی تصدیق یا تکذیب کردیتی ہے۔'' یعنی اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتی یا ردّ کردیتی ہے۔

ایسے ہی دوسرے کے گھر میں جھانکنے پر اگر کوئی شخص اس کی آنکھ پھوڑ دے تو نبی کریم ﷺ نے اس آنکھ کے ضیاع کو رائیگاں قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم:۴۰۱۴)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صرف زنا ہی اکیلا جرم نہیں بلکہ دوسروں کے حَرَم (قابل احترام جگہ یا خواتین) سے نظربازی کرنا بھی سنگین جرم ہے۔

۸ پارلیمنٹ سے پاس ہونے والے بل میں خلافِ اسلام شق یہ بھی ہے کہ اسکے ذریعے حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کو ختم کردیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ حدزنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی شق نمبر۳ کے ذریعے ان قوانین کو دیگر تمام قوانین پر برتری دی گئی تھی جسے حالیہ بل کی ترمیم نمبر۱۲ نے ختم کردیا ہے۔ یہ اقدام بھی اسلام سے کھلا انحراف ہے کیونکہ قرآن کا واضح حکم ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء:۶۵)

''اے نبیؐ! تیرے ربّ کی قسم، یہ لوگ کبھی بھی ایمان والے نہیں بن سکتے حتیٰ کہ آپ کے فیصلوں کو دل وجان سے تسلیم نہ کرلیں، پھر ان کے دلوں میں اس پر کوئی خلش باقی نہ رہ جائے جو آپ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور یہ اس کو صمیم قلب سے تسلیم کریں۔''

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا منسوخی دستورِ پاکستان کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ یہ ترمیم دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء کی شق نمبر ۲۲۷/اے سے بھی متصادم ہے جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ

''تمام موجودہ قوانین کو اسلام کے احکام ...... جیسے کہ وہ قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول میں بیان ہوئے ہیں ...... کے مطابق بنایا جائے گا۔ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے، ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام سے متصادم ہو۔''

کتاب وسنت پر مبنی قوانین کی برتری کے خاتمہ کی مذموم کوشش اس حلف کے بھی مخالف ہے جسے پاکستان کا ہر صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزرا، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیئرمین سینٹ، صوبائی گورنرز اور جملہ اراکینِ اسمبلی وسینٹ اپنے عہدہ کے آغاز میں اُٹھاتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے شیڈول ۳ میں اس حلف کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''میں حلف اُٹھاتا ہوں کہ میں اسلامی نظریہ کے تحفظ کی ضرور بھرپور جدوجہد کروں گا جو کہ قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے۔''

قابل غور امر یہ ہے کہ قرآن وسنت سے صریح متصادم ایسی قانون سازیوں کے بعد مملکت کے ان اہم ترین عہدوں پر فائز حضرات کیا اپنے حلف سے منحرف تو نہیں ہوگئے؟ کیا ایسے بل کو منظور کرکے اُنہوں نے دستورِ پاکستان کی خلاف ورزی کا ارتکاب تو نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر، قرآن وسنت کے فیصلوں کو نہ ماننے والے اللہ کے واضح فرمان کے مطابق کیا دائرۂ اسلام سے ہی خارج تو نہیں ہوگئے؟ ...... ان سوالات کا جواب قوم کو خود تلاش کرنا چاہئے!!

❾ حدود اللہ کی برتری کی یہ دفعہ محض تبرک یا تقدس کے حصول کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کی عملاً ضرورت تھی جس کے خاتمے کے لئے یہ سنگین اقدام کیا گیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے

تحفظِ خواتین بل کے بعد زنا کے بارے میں بیک وقت تین ضوابط وجود میں آگئے ہیں:

① 'زنا بالجبر' سزا: موت یا ۲۵ برس قید (بحوالہ ترمیم نمبر ۵)

② 'زنا' سزا: زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید (بحوالہ ترمیم نمبر ۷ و ۹ کا جدول ۸)

یہ دونوں قوانین مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں رکھے گئے ہیں اور تیسرا حدود آرڈیننس میں:

③ 'زنا' پر بظاہر شرعی سزائیں، شادی شدہ کو سنگساری اور کنوارے کو ۱۰۰ کوڑے + جلاوطنی (حدود آرڈیننس کی دفعہ نمبر ۵ کو بحال رکھنے کی بنا پر)

آیئے غور کریں کہ ایک ہی جرم (یعنی 'زنا') کے لئے تین سزائیں رکھنے سے مقصد کیا ہے؟

www.KitaboSunnat.com

اس کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے شرعی سزائیں منسوخ نہیں کیں اور زنا کی ۵ سال سزا کا دعویٰ کرنے والوں کو جھٹلایا جائے کہ ایسا نہیں بلکہ اس کی تو شرعی سزا موجود ہے۔اسی لئے زنا کی نئی وضع کردہ سزا (۵سال قید) کو بل کے اُردو متن میں عمداً چھپا دیا گیا ہے اور پورے بل میں اس کا سراغ محض ترمیم ۹ کے جدول ہشتم کے ذریعے ملتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے یہ تینوں جرائم دراصل زنا ہی کی تین صورتیں ہیں۔'زنا بالجبر' کے نام پر زنا کی بعض صورتوں کو شرعی سزاؤں سے نکال لینا خلافِ اسلام ہے۔پھر'زنا' کی تعریف ''غیر منکوحہ سے رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کرنا'' سے مراد دراصل زنا بالرضا ہے جس کی سزا پانچ سال قید ہے۔اب زنا کی تیسری یعنی شرعی سزا کو معطل رکھنے کے لئے حدود آرڈیننس کی برتری کی شق منسوخ کردی گئی ہے جس کے بعد زنا کی شرعی سزا کی حیثیت محض نمائشی رہ جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک ہی جرم پر سزاؤں میں یہ تفاوت متضاد قانون سازی کو بھی جنم دے رہا ہے لہٰذا قابل استرداد ہے۔مثال کے طور پر تعزیراتِ پاکستان میں مندرج زنا (بالرضا) کی رو سے شادی شدہ مرد کے زنا کی سزا محض ۵ سال قید ہے جبکہ حدود آرڈیننس کی رو سے اس کی سزا سنگساری ہے۔دونوں سزاؤں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اب عملاً زنا کی سزا حدود آرڈیننس کی بجائے تعزیراتِ پاکستان کے مطابق ہی ہوگی، البتہ دکھانے کے لئے شرعی سزا بھی حدود آرڈیننس میں موجود رہے گی لیکن اس کی برتر حیثیت کا خاتمہ کردیا گیا ہے جس کے بعد ایک جرم کے بارے میں دو مختلف نوعیت کے قوانین سامنے آگئے ہیں۔اب قانون دان حلقے اپنی ذہنی وابستگی، تربیت اور علمی صلاحیت کی بنا پر تعزیراتِ پاکستان کو ہی اختیار کریں گے اور پورا نظام اور عدالتوں کی پریکٹس بھی اسی کو تحفظ دے گی اور جاری رکھے گی۔مزید برآں بعد میں آنے والا قانون سابقہ قوانین پر اس اعتبار سے عملی فوقیت رکھتا ہے کہ نئے پیش آمدہ حالات میں پارلیمنٹ نے اس قانون کو مناسب خیال کیا ہے، اِلا یہ کہ سابقہ قانون میں برتری کی کوئی خصوصی شق موجود ہو۔

بعض حضرات کے نزدیک اگر حدود قوانین کی برتری برقرار رکھی جائے تو اس سے اسلام دوست جج حضرات کے لئے شرعی سزا دینا ممکن ہوجاتا ہے،لیکن یہ محض سادہ لوحی ہے کیونکہ

www.KitaboSunnat.com

اس مضمون کے آخر میں 'قانون کے اجرا کے طریقہ کار' پر اگر ایک نظر ڈال لی جائے تو معلوم ہوگا کہ شرعی سزا کے اجرا کے ضمن میں بھی ایسی قانون سازی عمل میں لائی جا چکی ہے کہ عملاً حد کی شرعی سزا دینا کسی صورت ممکن نہیں رہتا۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیے!

⑩ جیسا کہ پیچھے ذکر ہوچکا ہے کہ حدود اللہ میں کوئی ترمیم وتخفیف یا معافی نہیں دے سکتا۔ اسی لئے حد زنا آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۲۰ کی شق ۵ کے ذریعے حدود آرڈیننس میں درج جرائم کو ضابطہ فوجداری کے ان جرائم سے مستثنیٰ کردیا گیا تھا جن میں صوبائی حکومت☆، صدر یا کرسی اقتدار پر موجود شخص معافی دے سکتا ہے۔ لیکن حالیہ تحفظِ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۱۸ کے ذریعے حدود آرڈیننس کی اس شق کو حذف کردیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی ملزم قانونی گنجائشوں کی اس قدر لمبی چوڑی تفصیلات کے باوجود اس قدر 'بدقسمت' ہے کہ اسے حدود اللہ کے تحت سزا سنا ہی دی گئی ہے تو زیادہ پریشانی کی بات نہیں، کیونکہ عام جرائم کی طرح اس کی سزا کو کوئی بھی مجاز اتھارٹی معاف کرسکتی ہے۔ ایک طرف حدود اللہ میں ترمیم کا نبی کریم ﷺ کو بھی اختیار نہیں تو دوسری طرف آپؐ کا ایک ادنیٰ اُمتی بے دھڑک آپ سے بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس بات کو خلافِ اسلام سمجھنے یا قرار دینے کے لئے کسی گہری سمجھ بوجھ کی ضرورت نہیں!

یہ تو حدود اللہ کی معافی کی بات ہے، اگر معاملہ زنا بالجبر کا ہے جو پہلے ہی تعزیراتِ پاکستان میں شامل کیا جاچکا ہے تو وہاں آئین پاکستان کی شق ۴۵ کے تحت صدر کو سزا میں ترمیم یا معطّلی اور معافی کی کھلی گنجائش موجود ہے۔ غور کریں کہ اس سے زنا بالجبر کی سزا میں اضافہ کیا جارہا ہے یا اس میں تخفیف ہورہی ہے کہ اس کے مجرم کو معافی ملنے کا امکان پیدا کردیا گیا ہے؟

⑪ تحفظِ خواتین بل ۲۰۰۶ء کی ترمیم نمبر ۸ ملاحظہ فرمائیے:

(۲۰۳/الف) ''عدالت کا افسر صدارت کنندہ فوری طور پر مستغیث اور جرم کیلئے ضروری دخول کے فعل کے کم از کم چار چشم دید مسلمان بالغ مرد گواہوں کی حلف پر جانچ پڑتال کرے گا۔''

اسلام کی رو سے فعل زنا کے گواہ مستغیث کے علاوہ چار نہیں ہوتے بلکہ وہ خود بھی گواہوں

☆ ضابطہ فوجداری ۱۹۰۸ء کے باب نمبر ۲۹ میں نہ صرف صدرِ مملکت بلکہ صوبائی حکومت کو بھی سزاؤں میں تخفیف یا ان کی تبدیلی کا اختیار دیا گیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

میں شامل ہوسکتا ہے جبکہ اس بل کے ذریعے مدعی کے علاوہ چار گواہوں کا مطالبہ کیا جارہا ہے، یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے۔

مزید برآں اسلام کی رو سے زنا کی سزا محض زانی یا زانیہ کے اعتراف پر بھی دی جاسکتی ہے لیکن نئے مسودۂ قانون میں اس کو سرے سے نکال ہی دیا گیا ہے، یہ بات بھی خلافِ اسلام ہے۔ دورِ نبوی میں کئی سزائیں گناہگاروں کے محض ذاتی اعتراف پر دی گئیں، ایسی صورت میں مزید کسی بھی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی صریحاً خلافِ اسلام ہیں۔

اب ایک نظر اُن ترامیم پر بھی جو حدِ قذف آرڈیننس میں کی گئی ہیں:

⑫ جس طرح حد زنا آرڈیننس کی برتری دیگر قوانین پر ختم کردی گئی ہے جس کا تذکرہ پیچھے ۸ نمبر کے تحت گزر چکا ہے، اسی طرح تحفظِ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۲۸ نے حد قذف آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ نمبر ۱۹ کو منسوخ کرکے دوسرے قانون پر اس کی برتری کو بھی ختم کردیا ہے جبکہ اسلامی قانون کی برتری کی منسوخی اسلام اور دستورِ پاکستان سے کھلا اِنحراف ہے۔

⑬ قذف آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ نمبر ۱۴ لِعَان کے طریق کار کے بارے میں ہے جس کی دفعہ نمبر ۳ کی رو سے لعان کی کاروائی کو معطل کرنے والے مرد کو سزائے قید تجویز کی گئی ہے۔ اب تحفظِ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۲۵ نے اس دفعہ کو منسوخ کردیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر شوہر بیوی پر لعان کی کاروائی شروع کرکے، اسے مکمل نہ کرے تو بیوی معلق رہے گی، نہ تو لعان کے ذریعے اپنی بے گناہی ثابت کرواسکے اور نہ ہی اپنا نکاح فسخ کراسکے۔

اس بل سے ایک طرف خواتین کے تحفظ کی بجائے ان پر ظلم ہورہا ہے تو دوسری طرف اسلام کے تصورِ لعان کو بھی معطل کیا جارہا ہے۔ اسلام نے ایسے شوہر کو جو بیوی پر الزامِ زنا لگائے اور لعان کی کاروائی شروع کرلے، تو اسے پابند کیا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو پھر شرعی ضابطہ پورا کرے۔ اب مرد عورتوں پر الزام تراشی کرتے رہیں گے لیکن شرعی ضابطہ پورا نہیں کریں گے...... کیا ایسی صورت میں بیوی کو معلق رکھنے سے تحفظ حاصل ہوگا یا وہ عدمِ تحفظ کا شکار رہے گی۔ ویسے بھی یہ صورت شریعتِ اسلامیہ سے متصادم ہے۔

☜ ایک طرف تو حد قذف آرڈیننس کی دفعہ ۶ میں شق ۲ کا اضافہ کرکے کے قذف کے

www.KitaboSunnat.com

مجرم کو فوری طور پر سزا دلوانے کی ترمیم لائی جارہی ہے تو دوسری طرف شوہر کے بیوی پر الزامِ زنا لگانے کی صورت میں سابقہ قانون میں موجود تادیبی کاروائی (قید) کو ہی منسوخ کرکے لعان کے شرعی طریقہ کار کو معطل کیا جارہا ہے تاکہ کسی طرح شرعی ضوابط روبہ عمل نہ آسکیں۔

۱۴ لعان کے اسی قانون یعنی دفعہ ۱۴ کی شق نمبر۴ کے الفاظ یہ ہیں کہ

''جو بیوی شوہر کے الزام کو سچ تسلیم کرلے تو اس پر زنا کی شرعی سزا جاری ہوگی۔''

لیکن تحفظِ خواتین بل نے اس شق کو بھی منسوخ کردیا ہے۔ اسلام کی رو سے اگر کوئی زنا کا اعتراف کرلے تو اس پر حد کی سزا جاری ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔ لیکن یہاں بیوی کے اعتراف کے باوجود اس پر حد کی زنا کو منسوخ کردینا اسلام سے صریح روگردانی ہے۔

☜ اسلام میں لعان کے قانون کا تعلق درحقیقت الزامِ زنا سے ہے، اس لئے یہ فوجداری جرائم کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی بنا پر اس کو حدود آرڈیننس میں رکھا گیا تھا لیکن تحفظ حقوقِ نسواں بل کی آخری ترمیم نمبر۲۹ کے ذریعے لعان کو حدود آرڈیننس سے نکال کر قانونِ انفساخِ ازدواجِ مسلمانان ۱۹۳۹ء کی دفعہ نمبر۷ کی ذیلی دفعہ ۲ کے تحت کردیا گیا ہے، اور اغراض ووجوہ میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ''لعان محض تنسیخ نکاح کی ایک صورت ہے جس کے ذریعے کوئی عورت اپنے شوہر سے علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے۔'' واضح رہے کہ لعان کی صورت میں عورت کے اعتراف کو حذف کرنے کی وجہ بھی یہی غلط تصور ہے تاکہ اعتراف کی شکل میں زنا کی حد کا کوئی جواز باقی نہ رہے۔ یہ تصور اور ترمیم بھی اسلامی قانون کی روح سے منافی ہے!

خلاصہ : تحفظِ نسواں بل میں خلافِ اسلام ترامیم کی فہرست بمعہ حوالہ جات

① زنا کی شرعی سزا کو بدل کر ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کرنا خلافِ اسلام ہے، کیونکہ حدود اللہ میں ترمیم وتخفیف کا اختیار اللہ تعالیٰ نے روئے کائنات میں کسی کو بھی نہیں دیا۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کو بھی نہیں۔ [ترمیم نمبر۷ میں شق نمبر۴۹۶ ب میں زنا کی تعریف درج ہے، انگریزی مسودہ میں اس کی سزا ساتھ ہی درج ہے جبکہ اُردو مسودہ میں غائب کردی گئی ہے۔ البتہ ترمیم نمبر۹ کے جدول ہشتم میں اس جرم کی سزا والے خانہ نمبر۷ میں اس کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار جرمانہ موجود ہے۔ زنا کی یہ سزا خلافِ اسلام ہے کیونکہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن نے سورۃ النور کی آیت ۲ میں زنا کی سزا ۱۰۰ کوڑے یا رجم قرار دی ہے]

④ زنا کی تہمت کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کرنا بھی حدود اللہ میں ترمیم ہے جو خلافِ اسلام ہے۔ [ترمیم نمبر ۷ میں شق نمبر ۴۹۶ ج کے تحت زنا کے الزام کی سزا درج ہے، لیکن سورۃ النور کی آیت نمبر ۴ میں یہ سزا ۸۰ کوڑے ذکر ہوئی ہے]

③ دفعہ ۳۷۵ میں زنا بالجبر کی ذکر کردہ تعریف کی رو سے بیوی کی مرضی کے بغیر جماع کرنا بھی زنا بالجبر قرار پاتا ہے جو صریحاً خلافِ اسلام ہے۔

④ ۱۶ برس سے کم عمر لڑکی کے ہر زنا کو زنا بالجبر کا نام دیکر اس کو سزا سے مستثنیٰ کرنا خلافِ اسلام و قانون ہے۔ [ترمیم نمبر ۵، دفعہ نمبر ۳۷۵ اور شق نمبر ۵ میں ۱۶ برس تک لڑکی کو سزا سے مستثنیٰ کیا گیا ہے جبکہ اسلام میں بلوغت کے بعد لڑکا لڑکی اپنے افعال کے ذمہ دار ہیں]

⑤ زنا کی بعض صورتوں کو 'زنا بالجبر' کا نام دے کر شرعی سزا سے نکال لینا اور تعزیر میں لے آنا خلافِ اسلام ہے۔ ایسے ہی زنا کو شادی شدہ کی بجائے زنا بالجبر اور زنا بالرضا میں تقسیم کرنا غیر اسلامی ہے۔ [ترمیم نمبر ۵ کی پہلی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا بالجبر کو دفعہ ۳۷۵، ۳۷۶ کے تحت حدود آرڈیننس سے نکال کر مجموعہ تعزیراتِ پاکستان میں لے جایا گیا ہے]

⑥ زنا بالجبر کی سزا موت قرار دینا خلافِ اسلام ہے۔ [دفعہ ۳۷۶ کے تحت زنا بالجبر کی سزا میں سزاے موت کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، زنا کی سزا یا تو ۱۰۰ کوڑے ہے یا سنگساری، شریعت نے سزاے موت سزا نہیں رکھی۔ پھر زنا بالجبر کے طریقۂ شہادت میں تبدیلی بھی درست نہیں!

⑦ حدود آرڈیننس سے اقدامِ زنا یا مبادیاتِ زنا کی سزاؤں کی منسوخی غیر اسلامی ہے۔ [ترمیم نمبر ۱۶ نے حدود آرڈیننس کی دفعات ۱۰ تا ۱۶ اور ۱۸، ۱۹ کو منسوخ کر دیا جس میں اقدام زنا یا مبادیات زنا کی سزا دی گئی تھی، اب پبلک مقامات کے ماسوا فحاشی، اور دو غیر منکوحہ مرد و زن کا رضامندی سے برہنہ ہونا وغیرہ پر سزا موجود نہیں رہی]

⑧ حدود اللہ کی دیگر قوانین پر برتری کا خاتمہ اسلام سے بغاوت، دستور سے انحراف اور اراکین پارلیمنٹ کی اپنے حلف سے غداری ہے۔ [ترمیم نمبر ۱۱ نے حدود آرڈیننس کی دفعہ ۳ کو منسوخ کر دیا، اب دیگر قوانین سے اختلاف کی صورت میں اسلامی قانون کو نظر انداز کر دیا

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ یہ بات ہمارے حلف، آئین، قرارداد مقاصد اور اسلام کے مخالف ہے]

⑨ زنا کی شرعی سزا صرف نمائشی ہے، متوازی اور متضاد قانون سازی کے بعد اس پر عمل ہونا ممکن نہیں۔[زنا کے بارے میں تین قوانین ہیں اور تینوں کی سزائیں مختلف ہیں۔ حدود آرڈیننس (دفعہ ۵) کی رو سے شادی شدہ زانی سنگسار لیکن تعزیراتِ پاکستان کی بنا پر زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید، دونوں میں تضاد ہے، زنا کی دوسری سزا کو ترجیح حاصل ہے]

⑩ کتاب وسنت کی رو سے شرعی سزاؤں میں کسی کو معافی کا اختیار نہیں، صوبائی حکومت اور صدر کا یہ اختیار حاصل کرنا غیر اسلامی ہے۔[ترمیم نمبر ۱۸ نے حدود آرڈیننس کی دفعہ ۲۰ کی شق ۳ اور ۵ منسوخ کردی ہے جس کے بعد صدر کو معافی کا اختیار مل گیا ہے۔ زنا بالجبر اور زنا بالرضا کے تعزیراتِ پاکستان میں جانے سے بھی یہ اختیارات مل گئے ہیں]

⑪ زنا کے ثبوت کے لئے پانچ گواہ مقرر کرنا غیر اسلامی جبکہ ملزم کے اعتراف کو بھی نکال دینا غیر اسلامی ہے۔ [ترمیم ۸ میں دفعہ ۲۰۳/الف کی شق ۲ دیکھیں]

⑫ حد زنا آرڈیننس کی طرح حد قذف آرڈیننس کی برتری کا خاتمہ بھی غیر اسلامی ہے۔ [کیونکہ ترمیم نمبر ۲۸ نے حد قذف آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ نمبر ۱۹ کو منسوخ کردیا ہے]

⑬ لعان کی کاروائی مکمل نہ کرنے پر شوہر کی سزا کا خاتمہ بیوی کو معلق چھوڑ دیتا ہے جو صحیح نہیں!

⑭ ''لعان کی صورت میں بیوی کا اعتراف اس پر شرعی حد عائد کردیتا ہے۔'' اس شق کا خاتمہ خلافِ اسلام ہے۔[ترمیم نمبر ۲۵ جس نے قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ کی شق ۳ اور ۴ منسوخ کردی ہیں] ایسے ہی قانونِ لعان کو قذف آرڈیننس سے خارج کرنا درست نہیں۔

قانون کے اِجرا کا ناقابل عمل طریقہ کار

اگر مذکورہ بالا تمام خلافِ اسلام ترامیم کو درست بھی کردیا جائے تب بھی تحفظِ خواتین بل میں ان جرائم کی سزا کے طریقہ کار میں ایسی رکاوٹیں کھڑی کردی گئی ہیں جس کے بعد عملاً معاشرے میں زنا کی روک تھام ناممکن ہوگئی ہے، اس لئے یہ بل ناقابل اصلاح ہے۔ قانون کے اجرا کی بعض تفصیلات حسبِ ذیل ہیں:

زیر نظر بل کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان میں مزید ۹ جرائم (۳۶۵ب، ۳۶۷/الف، ۳۷۱/

www.KitaboSunnat.com

الف وب،۶،۳۶۷،۴۹۳؍الف، ۴۹۶؍الف، ب، ج) کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ حدود آرڈیننس کے محض دو جرائم (زنا آرڈیننس کی دفعہ ۵ اور قذف آرڈیننس کی دفعہ ۷) باقی رکھے گئے ہیں۔ گویا کل ۱۱ جرائم ہوئے۔ اب جن جرائم کی سزا دینا مطلوب ہے، اُنہیں تو پولیس کے دائرۂ عمل میں رکھ دیا گیا ہے اور وہ ہیں تعزیراتِ پاکستان کے ۷ جرائم۔ اور جن جرائم کی محض نمائش مقصود ہے یعنی باقی ماندہ ۴ جرائم، اُنہیں پولیس کی ذمہ داری سے نکال لیا گیا ہے۔ اگر معاشرے میں ان کا کوئی ارتکاب کرے تو پولیس کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ اُنہیں روک سکے اور پکڑ کر عدالت میں پیش کرے۔ اگر کسی شہری کو ان پر تکلیف ہے تو وہ بھی اُنہیں روکنے کی بجائے صبح ہونے کا انتظار کرے اور دفتری اوقات میں جا کر عدالتوں میں شکایت درج کرائے۔ اس خصوصی رعایت کے مستحق چار جرائم حسبِ ذیل ہیں جن میں حدود آرڈیننس والے دونوں جرائم بھی شامل ہیں:

① شرعی حد والا جرمِ زنا ③ زنا بالرضا (زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید)

② شرعی حد والا جرمِ قذف ④ زنا بالرضا کی جھوٹی تہمت (ایضاً)

☜ یاد رہے کہ زنا بالجبر کی سزا دینے میں حکومت کو دلچسپی ہے کیونکہ عورت اس میں سزا سے مستثنیٰ ہے، اسلئے اس کو پولیس کی ذمہ داری میں برقرار رکھا گیا ہے اور اس کا مجرم مرد بلا وارنٹ گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔ ان تفصیلات کیلئے بل کی ترمیم نمبر ۹ کے جداول ملاحظہ فرمائیں۔

جرائم میں مذکورہ بالا امتیاز کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ معمولی جرائم مثلاً پتنگ بازی وغیرہ کی روک تھام وغیرہ تو پولیس کی ذمہ داری رہے گی لیکن زنا بالرضا اور بدکاری کی شرعی سزاؤں وغیرہ سے پولیس کو کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اگر کسی شخص کو ان جرائم پر تکلیف ہے تو وہ شکایت کنندہ بن کر عدالت کی فیسیں بھرے اور 'جرم کے خاتمے کے لئے' انصاف کا دروازہ کھٹکھٹائے۔

یہاں چند مزید نکات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

① اسلام کی رو سے یہ تمام جرائم 'سنگین معاشرتی جرائم' ہیں اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ جرائم کے خاتمے کے لئے کردار ادا کرے لیکن اس بل کے ذریعے ان جرائم پر گرفت کو محض کسی فرد کی شکایت تک محدود کردیا گیا ہے گویا کہ اگر کوئی شکایت نہ کرے تو ان جرائم کے وقوع پر ریاست کو کوئی پریشانی لاحق نہیں۔ یہ تصور صریحاً خلافِ اسلام ہے کیونکہ قرآنِ کریم نے امر

www.KitaboSunnat.com

بالمعروف ونہی عن المنکر کو مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ (سورۃ الحج:۴۱)

② عدالتوں کے اوقات تھانوں کے برعکس کافی محدود ہوتے ہیں، ان کو مختلف نوعیت کی تعطیلات بھی ہوتی ہیں، جبکہ مجرمان پہلے ہی جرم کے ارتکاب کے لئے مناسب وقت کا انتخاب کرتے ہیں۔ ایسے ہی تھانوں کے برعکس سیشن عدالتیں ضلع بھر میں ایک ہی ہوتی ہیں، پنجاب کے بعض اضلاع ۱۰۰ میلوں سے بھی زیادہ وسیع ہیں، عدالتوں میں مقدمات کی کثرت بھی اکثر طوالت اور گواہی میں تاخیر کا سبب بن جاتی ہے۔ ان زمینی حقائق کی بنا پر کسی شخص کا میلوں سفر کرکے عدالتوں میں فوری شکایت درج کرانا گویا زنا کے اندراج کو عملاً ناممکن بنانا ہے۔

یوں بھی وقوعہ پر پولیس کا چھاپہ پڑنے سے کئی واقعاتی شہادتیں حاصل ہوجاتی ہیں اور طبی قرائن بھی مل جاتے ہیں، تاخیر کی صورت میں جن کے ضائع ہوجانے کا احتمال ہے۔ پھر وقوعہ پر پہنچنے سے مجرم پکڑنے میں بھی آسانی رہتی ہے۔ جبکہ وقوعہ انجام پا جانے کے کئی گھنٹوں بعد محض گواہوں کے بیان پر اُسے درست ثابت کرنا اور ملزمان کو قانون کی گرفت میں لانا انتہائی مشکل امر ہے۔

③ ترمیم نمبر ۸ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ''رپورٹ رشکایت کے مرحلے پر ہی مستغیث کے علاوہ چار تحریری حلفیہ گواہیاں بھی جمع کرائی جائیں۔'' قانون کے اجرا کا یہ طریقہ خلافِ اسلام، خلافِ قانون اور خلافِ عقل ہے۔ دورِنبویؐ کے متعدد واقعات میں زنا کی شکایتیں محض ایک شخص کے کہنے پر درج کی گئیں۔ مثال کے طور پیچھے ذکر کردہ ایک واقعہ میں حضرت ابوبکرؓ کے دور میں زنا کے واقعہ کی شکایت محض اکیلے میزبان نے درج کرائی تھی۔ (صفحہ نمبر۹)

یہ ترمیم خلافِ قانون اس طرح ہے کہ پاکستان میں اس سے بھی زیادہ سنگین جرائم مثلاً بغاوت یا قتل وغیرہ کے لئے پہلے مرحلہ پر ہی جرم کو مکمل ثابت کرنے کا تقاضا نہیں کیا جاتا، حدود قوانین کے خلاف ہی یہ امتیاز کیوں برتا جارہا ہے؟

اور خلافِ عقل اس لئے کہ ہر جرم کی گواہیاں اس مرحلے پر لی جاتی ہیں جب جرم کا فیصلہ کرکے مجرموں کو سزا سنانا یا بری کرنا مقصود ہو، جبکہ FIR (فرسٹ انفرمیشن رپورٹ) میں تمام گواہیاں ضروری نہیں ہوتیں۔ یہ رپورٹ تو دراصل جرم کے خلاف پولیس کے کام میں

www.KitaboSunnat.com

معاونت ہے کیونکہ جرائم کی روک تھام اور اس کی خلاف ورزی کی شکایت کرنا دراصل پولیس ہی کی ذمہ داری ہے۔

④ ترمیم نمبر ۸ کی ذیلی دفعہ ۵ (الف) کے الفاظ یہ ہیں کہ ''اگر عدالت کا افسر صدارت کنندہ مستغیث اور گواہوں کے حلفیہ بیانات کے باوجود یہ فیصلہ دے کہ کارروائی کے لئے کافی وجہ موجود نہیں ہے تو وہ نالش کو خارج کر سکے گا۔'' اب ترمیم نمبر ۲۱ کو پڑھئے کہ ''عدالت کا افسر صدارت کنندہ مجرم کو بری کرتے ہوئے اگر مطمئن ہو کہ جرمِ قذف مستوجبِ حد کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ قذف کا کوئی ثبوت طلب نہیں کرے گا اور حد قذف کے احکامات صادر کرے گا۔''

ان ترامیم سے پتہ چلا کہ چار گواہوں کے بعد بھی زنا کے ملزم کی بریت تو جج کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے اور دوسری طرف مدعی پر از خود قذف کی سزا لاگو ہو جائے گی، اور اس صورت میں مدعی کے خلاف قذف کے کسی ثبوت یا عدالتی کاروائی کی ضرورت نہ ہوگی، محض جج کا ذاتی اطمینان ہی کافی ہوگا۔ ان ترامیم کی رو سے ایک طرف زنا کے ملزمان کو غیر معمولی تحفظ دیا جارہا اور ان کے خلاف رپورٹ کو مشکل تر بنایا جارہا ہے اور دوسری طرف رپورٹ کرانیوالے پر قذف کی سزا لاگو کرنے کے لئے محض جج کا اطمینان کافی سمجھا جارہا ہے۔ اس ترمیم کا مقصد ومدعا واضح ہے، ملزم کو ظالمانہ ترجیح کس بنیاد پر اور رپورٹ کرنے والے کو ہراساں کیونکر کیا جارہا ہے؟ یہ امتیاز اور ترجیح کیا اسلام اور قانون کے تقاضوں کے مطابق ہے؟

⑤ تحفظِ خواتین بل کے آخری پیراگراف کے الفاظ ہیں کہ

''صرف سیشن کورٹ ہی مذکورہ مقدمات میں سماعت کا اختیار رکھتی ہے۔ اور یہ جرائم قابل ضمانت ہیں تاکہ ملزم دورانِ سماعت جیل میں یاسیت کا شکار نہ رہے۔ پولیس کو کوئی اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مذکورہ مقدمات میں کسی کو گرفتار کرے۔'' (پارلیمنٹ سے منظور شدہ مسوّدہ قانون)

مزید برآں ترمیم نمبر ۹ میں تمام جرائم کی تفصیلات پر مبنی جدولوں کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ۱۱ جرائم میں سے یہی آخری چار جرم ایسے ہیں جن میں وارنٹ گرفتاری جاری نہیں کئے جائیں گے بلکہ عدالت اگر چار گواہوں کے باوجود مقدمہ کو قابل سماعت خیال کرتی ہے تو وہ ملزم کو حاضر ہونے کے سمن (اطلاع) بھیجنے پر ہی اکتفا کرے گی۔ (دیکھیں جدول ہشتم ونہم)

www.KitaboSunnat.com

یہاں ملزم اور شکایت کرنے والوں کے مابین بھی عجیب امتیاز برتا جارہا ہے۔ شکایت کرنے والے وقوعہ کے خاتمے کے کئی گھنٹوں بعد، میلوں کا سفر کرکے آخر کار عدالت میں پیش ہونے میں کامیاب ہوہی جاتے ہیں۔ ساتھ میں گواہ بھی ہمراہ لئے پھرتے ہیں اور ان کی تحریری حلفیہ گواہی بھی دلوا لیتے ہیں۔ پھر جج صاحب کے صوابدیدی اختیارات سے بھی بخیر وعافیت بچ نکلتے ہیں اور جج ان پر تہمت کی سزا عائد کرنے کی بجائے بصد رعایت مقدمہ کے اندراج کا حکم دے دیتا ہے۔ تب بھی قانون کو ملزم صاحب کا اس قدر احترام دامن گیر ہے کہ وہ ان کی عدالت میں حاضری یقینی بنانے کے لئے گرفتاری کے احکامات جاری کرنے کی بجائے محض سمن جاری کرنے پر ہی اکتفا کرے۔ اور قابل صد احترام ملزم کی کمالِ عنایت و مہربانی کہ وہ شرافت سے عدالت میں تشریف لے آئے، وگرنہ عام طور پر تو ملزمان عدالتی سمنوں سے بڑا برا سلوک کرتے ہیں اور کئی مہینے ان کی وصولی میں ہی گزر جاتے ہیں۔

ملزم کی حاضری یقینی بنانے کے لئے عدالتیں دوسروں کی ضمانت بھی حاصل کرتی ہیں لیکن زنا کے ملزم کو یہ خصوصی استحقاق بھی حاصل ہے کہ اس سے ذاتی مچلکہ کے ماسوا مزید کسی ضمانت کا تقاضا کرنا بھی غیرقانونی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کوئی بیوقوف یا انتہائی شریف، زنا کا ملزم ہی ہوگا جو قانون کے احترام میں ازخود عدالت میں حاضری دیتا رہے۔

⑥ قانون بنانے والوں کی ذہنی رجحانات کی نشاندہی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ان کی نظر میں زنا بالرضا اور تہمت کی سزائیں بالکل برابر ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ ۵ سال قید۔ لیکن اگر جرم کی سزا کے طریقہ کار پر غور کیا جائے تو تہمت کی سزا زیادہ سنگین قرار پاتی ہے کیونکہ جج کے صوابدیدی اختیارات کے تحت بل میں اسے فی الفور نافذ کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

> ''تہمت کے ملزم [دراصل شکایت کنندہ اور گواہ] کو اظہارِ وجوہ کا موقع فراہم ہونے کے بعد اگر عدالتی افسر صدارت کنندہ مطمئن ہو کہ اس دفعہ کے تحت جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے تو اسے [اپنے اطمینان کے ماسوا] مزید ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی اور فی الفور فیصلہ سنانے کے لئے کاروائی عمل میں لائے گا'' (ترمیم نمبرے کا آخری پیراگراف)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ زنا کے ملزم کو تو سمن بھیج کر بلایا جائے گا، جہاں اس کے لئے قانون سے بچنے کے مزید امکانات موجود ہیں، لیکن قذف کے مجرم کو اندراجِ مقدمہ میں

ناکامی کے ساتھ ہی سزا کا 'فوری' فیصلہ سنا دیا جائے گا۔

⑦ یاد رہے کہ دیگرے جرائم کے عین برعکس یہ آخری چاروں جرائم قابل ضمانت بھی ہیں اور قابل معافی بھی، اس لئے اگر کوئی ملزم اس قدر 'بدقسمت' ہے کہ آخرکار قانون کی گرفت میں آہی گیا ہے اور اسے زنا بالرضا کے جرم میں ایک دوسال کی قید ہونے والی ہے یا زنا کی شرعی سزا سنگساری یا کوڑوں کا فیصلہ ہوگیا ہے تو قانون بنانے والوں کی اس کی یاسیت اور محرومی کا پورا احساس ہے، اس لئے اس کو ضمانت پر آزاد رکھا جائے اور بامرضرورت اس کو معاف ہی کردیا جائے۔ اس کے بعد کیا ان جرائم کی سزاؤں میں اگر اصلاح بھی کر دی جائے تو اس نامعقول طریقہ کار کے باعث کسی مجرم کو زنا کی سزا ملنا ممکن ہے۔ البتہ زنا کے ملزمان کو سزا دلواتے دلواتے کئی شکایت کنندگان ضرور تہمت کی سزا پالیں گے۔

⑧ ترمیم نمبر۱۲/الف کی رو سے ان چار جرائم کی سماعت میں یہ امر ملحوظ رکھا جائے کہ کسی ایک جرم کی کاروائی کو کسی مرحلہ پر دوسرے جرم کے تحت نہ بدلا جائے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص زنا کی شرعی سزا دلوانے کا مقدمہ درج کرانے میں کامیابی حاصل کرلیتا ہے لیکن بعد ازاں ۴ گواہوں کی بجائے سماعت کے دوران اسے تین گواہ ہی میسر آتے ہیں تو اس بنا پر وہ زنا بالرضا کے مقدمے کی سزا نہیں دلوا سکے گا کیونکہ اس بل کی رو سے اس کی سزا کے لئے صرف دو گواہ بھی کافی ہیں۔ کیا ان ترامیم سے ان چار جرائم کا خاتمہ مقصود ہے یا محض ان کی نمائش؟

طریقہ کار میں رکاوٹوں کی فہرست

① یہ چار جرائم پولیس کے دائرۂ اختیار سے باہر اور کسی شکایت کنندہ کی کوشش پر منحصر ہیں۔

② مقدمہ کے اندراج کے وقت ہی ۲ یا ۴ گواہوں کی حلفیہ عینی گواہی ضروری ہے۔

③ گواہی کے باوجود زنا کے مقدمے کی سماعت کا فیصلہ کرنا جج کی صوابدید پر منحصر ہے۔

④ تہمت کا فیصلہ جج کے صوابدیدی اختیارات میں شامل ہے، جسے 'فوری' عمل میں لایا جائے۔

⑤ ملزم کی حاضری کیلئے سمن بھیجے جائیں جسے یقینی بنانے کیلئے مالی ضمانت وغیرہ لینا درست نہیں!

⑥ یہ جرائم قابل ضمانت ہیں، اگر جرم ثابت ہوبھی جائے تو سزا سے قبل گرفتاری ضروری نہیں۔

⑦ یہ جرائم قابل معافی بھی ہیں۔ یہ ہے تحفظِ حقوقِ نسواں بل کی حقیقت! (حافظ حسن مدنی)

www.KitaboSunnat.com